سرکاری رپورٹ

بلوچستان صوبائی اسمبلی

مباحثات

پنجشنبہ - ۶ ؍ جون ۱۹۷۴ء

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ
۱	تلاوت کلام پاک و ترجمہ	۱
۲	نشان زدہ سوالات اور اُنکے جوابات	۳
۳	چھٹی کی درخواستیں	۸
۴	قرار دادیں	
	۱- ڈاکٹروں کے ملک سے باہر جانے پر پابندی کے متعلق قرارداد	۹
	۲- صوبہ بلوچستان کے مخصوص نشستوں یا وظائف سے کامیاب ہونے والے ڈاکٹروں پر سات سال تک صوبہ بلوچستان میں خدمات سرانجام دینے کے متعلق	۱۳
	۳- صوبہ بلوچستان میں شراب پر پابندی کے متعلق۔	۱۶
	۴- بلوچستان کو ان اداروں میں جو قومیائے گئے ہیں نمائندگی دینے کے متعلق۔	۲۶

جلد ہشتم

شمارہ چہارم (۴)

ممبران جنہوں نے اجلاس میں شرکت کی

۱۔ میر جام غلام قادر خان۔
۲۔ نواب غوث بخش رئیسانی۔
۳۔ مولوی محمد حسن شاہ۔
۴۔ مولوی صالح محمد۔
۵۔ میر یوسف علی خان مگسی۔
۶۔ میاں سیف اللہ خان پراچہ۔
۷۔ میر شاہنواز خان شاہلیانی۔
۸۔ مسٹر محمود خان اچکزئی۔
۹۔ میر صابر علی بلوچ۔
۱۰۔ نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی۔
۱۱۔ سردار اللہ جان کیتھران۔
۱۲۔ نوابزادہ شیر علی خان۔
۱۳۔ مس فضیلہ عالیانی۔

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ ۶ر جون ۱۹۷۴ء بروز پنجشنبہ

زیرِ صدارت میر قادر بخش بلوچ ڈپٹی اسپیکر

صبح دس بجے منعقد ہوا۔

تلاوت کلام پاک و ترجمہ

از قاری سید افتخار احمد کاظمی خطیب

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا، وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ۝
وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ، وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ
اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ
هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ، (۴۲ ، ۳۶ تا ۳۹)

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ۔

یہ آیات کریمہ جو تلاوت کی گئی ہیں پچیسویں پارہ کے پانچویں رکوع کی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

پناہ میں آتا ہوں اللہ کی شیطان مردود کے شر سے، شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے،

جو کچھ بھی تمکو دیا گیا ہے، وہ دنیوی زندگی کے برتنے کے لیے ہے، اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ بہتر بھی ہے اور پائیدار تر بھی، وہ انلوگوں کیلئے ہے، جو ایمان والے ہیں، اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں، اور کبیرہ گناہوں، اور بے حیائیوں سے بچے رہتے ہیں، اور جب انہیں غصہ آتا ہے، تو معاف کر دیتے ہیں اور جن لوگوں نے اپنے پروردگار کا حکم مانا اور نماز کی پابندی کی اور انکا ہر کام باہمی مشورہ سے ہوتا ہے، اور جو کچھ ہمنے انہیں دے رکھا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، اور ایسے ہیں کہ جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو برابر کا بدلہ لیتے ہیں،، وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ وقفہ سوالات

*۵۷۵ میر شاہنواز خان شاہلیانی۔ کیا وزیر تعلیم بتلائیں گے کہ۔

(الف) بلوچستان سے باہر انجینئرنگ اور میڈیکل کالجوں میں زیر تعلیم بلوچستان طلبہ کو کتنا وظیفہ دیا جاتا ہے۔

(ب) یہ وظیفہ کس سال سے دیا جا رہا ہے۔

(ج) کیا یہ صحیح ہے کہ جب یہ وظیفہ منظور ہوا تھا اس وقت اخراجات کم تھے اور اب اس کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت وظیفہ کی رقم بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

وزیر تعلیم۔

(الف) بلوچستان سے باہر انجینئرنگ اور میڈیکل کالجوں میں زیر تعلیم طلباء کو ماہوار ۱۰۰/- روپے وظیفہ دیا جا رہا ہے۔

(ب) یہ وظیفہ ۱۹۵۹ء سے دیا جا رہا ہے لیکن شرح میں اضافہ سال حال سے کیا گیا ہے۔

(ج) یہ صحیح ہے کہ جب یہ وظیفہ منظور ہوا تھا اس وقت اخراجات کم تھے اور اب اس کی بہ نسبت زیادہ ہیں۔

(د) حکومت مختلف وظائف کی شرح بڑھانے کی منظوری یکم جون ۱۹[illegible]ء سے دے چکی ہے۔ موجودہ شرح کے مطابق میڈیکل / انجینئرنگ کالج میں زیر تعلیم طلباء کو مبلغ ۱۵۰/- روپیہ ماہوار اور بولان میڈیکل کالج میں زیر تعلیم طلباء کو مبلغ ۱۳۰ روپیہ ماہوار وظیفہ دیا جائے گا۔

*۵۷۶ میر شاہنواز خان شاہلیانی۔ کیا وزیر تعلیم بتائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ انجینئرنگ کالجوں میں زیر تعلیم طلباء کو سال آخر میں عملی تجربہ کے لیے ایک پراجیکٹ پر کام کرنا پڑتا ہے جس کے لیے سارا سال پراجیکٹ کے مختلف عمارتوں وغیرہ کا معائنہ کر کے عملی کام دکھانا پڑتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس عملی تجربہ کے لیے طلباء کو کتنا خرچہ دیا جاتا ہے۔

(ج) کیا جو خرچہ دیا جاتا ہے وہ کافی ہے اگر کافی نہیں تو کیوں بڑھایا نہیں جاتا ہے؟

وزیر تعلیم۔ نیشنل انجینئرنگ کالج کراچی میں سال آخر کے طلباء کو صنعتی اداروں کے عدم تعاون کی وجہ سے کسی قسم کی عملی تربیت نہیں دی جاسکتی البتہ سندھ یونیورسٹی جام شورو میں سال آخر کے طلباء کو کسی ایک پراجیکٹ پر معلوماتی دورے کے لیے بھیجا جاتا ہے اس سلسلہ میں طلباء کی آمد و رفت کا خرچہ یونیورسٹی ادا کرتی ہے۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ بلوچستان میں انجینئرنگ کالج ہے؟

وزیر تعلیم۔ بلوچستان میں انجینئرنگ کالج نہیں ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ خان محمود خان اچکزئی - - - - - - - - - - - - - -

وزیر مالیات۔ جناب انکی طرف سے انکے سوالات میں پوچھ سکتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ وزراء صاحبان سوالات نہیں پوچھ سکتے۔ اب اگلا سوال میر شاہنواز خان شاہلیانی پوچھیں۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی:- جناب والا سوال کرنے سے پیشتر میں احتجاج کرتا ہوں کہ میں ہمیشہ سوالات سیشن شروع ہونے سے تقریباً ایک ڈیڑھ ماہ پہلے بھیجتا ہوں مگر ہمیشہ سوالوں کی فہرست میں لکھ دیا جاتا ہے کہ جوابات موصول نہیں ہوئے جب جواب ہی نہیں چھپا تو میں سوال کیا کروں۔

وزیر تعلیم:- جناب والا اسکا جواب میرے پاس موجود ہے۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی:- آپ کے پاس تو موجود ہے لیکن ہمارے پاس موجود نہیں آپکے پاس سکریٹری ہے، اسٹاف ہے اور ریکارڈ ہے۔

وزیر تعلیم:- جناب اسپیکر، میں آپ کے توسط سے معزز ممبر سے پوچھتا ہوں کہ جواب چھپے یا نہ چھپے ان کے سوال کا جواب ایوان میں دیا جاتا ہے اور اسکے لیے میں تیار ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:- جواب ممبران کو پہلے سے مل جانا چاہئیں۔

وزیر تعلیم:- جناب والا علاقے دور دراز ہیں جواب موصول ہونے پر تحقیقات کرنا پڑتی ہے اور چھان بین کے بعد اسمبلی میں جواب ایوان میں دیا جاتا ہے۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی:- جناب پہلے سوال پر تو غور کریں اسکے لیے کونسی تحقیقات اور موقع دیکھنے کی ضرورت تھی۔

قائد ایوان (جام میر غلام قادر خان) جناب میں اس سلسلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں میں تسلیم کرتا ہوں کہ ممبروں کے سوال کے جواب انہیں وقت پر مل جانے چاہیئے میں سارے

سکریٹریوں کو ہدایت دے چکا ہوں کہ جوابات اسمبلی سکریٹریٹ کو وقت پر بھیجیں۔ میں آج انہیں تنبیہ کرتا ہوں کہ اگر سول سکریٹریٹ کی طرف سے اس سلسلہ میں غفلت ہوئی تو افسران متعلقہ کے خلاف فوری تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ وزیر اعلیٰ کی اس یقین دہانی پر ممبر صاحبان کو اطمینان ہو گیا ہو گا۔ چونکہ سوال نمبر ۶۲۸ کا جواب موصول نہیں ہوا اس لئے یہ سوال اگلی بار کے لئے آئیگا۔ اب اگلا سوال۔

نمبر ۶۲۹ میر شاہنواز خان شاہلیانی۔ کیا وزیر تعمیرات و مواصلات ازراہ کرم بتلائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ادستہ محمد سے باغ ہیڈ جانے والی پختہ سڑک کا جو کام شروع تھا وہ اب بند ہے۔

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے۔

وزیر تعمیرات و مواصلات۔

(الف) ہاں درست ہے۔

(ب) ہاں جواب اثبات میں ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کام صوبائی محکمہ تعمیرات سے لے کر سنٹرل پی ڈبلیو ڈی کو دیا گیا تھا لیکن یہ کام دوبارہ صوبائی محکمہ تعمیرات کو چارج میں واپس دیا گیا ہے۔ اور یہ کام دوبارہ شروع ہو گیا ہے۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی۔ سپلیمنٹری جناب۔ سندھی میں کہا کرتے ہیں کہ زخمی کے نشان ہوتے ہیں ڈھک نہیں میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کام کب شروع ہوا۔

وزیر تعمیرات و مواصلات: کام جاری ہے آپ موٹر میں بیٹھ کر دیکھ آئیں۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی: میں راستہ دیکھ آیا ہوں آپ نے کہا ہے کہ کام شروع ہو چکا ہے کب شروع ہوا ہے۔

وزیر تعمیرات و مواصلات: ابھی شروع ہوا ہے۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی: کس تاریخ سے شروع ہوا ہے۔

وزیر تعمیرات و مواصلات: آپ کو فائل دیکھ کر ہی تاریخ بتا دوں گا۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی: جناب اسپیکر ابھی تک کام شروع نہیں ہوا ہے۔ آپ کسی آدمی کو بھیج کر معلوم کروا سکتے ہیں۔

وزیر تعمیرات و مواصلات: ٹھیک ہے مسٹر ڈپٹی اسپیکر آدمی بھیج کر معلوم کرائیں کہ کام شروع ہے کہ نہیں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر: اب اگلا سوال

نمبر ۶۳۴ میر شاہنواز خان شاہلیانی: کیا وزیر تعلیم بتلائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ادستہ محمد انٹرمیڈیٹ کالج کی عمارات کے لیے کچھ رقم منظور کی گئی تھی لیکن تعمیر اب تک نہیں ہوئی۔

(ب) اگر (الف) کا جواب اثبات میں نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر: چونکہ اس کا جواب بھی نہیں آیا ہے اس لئے یہ سوال بھی اگلی باری پر آئیگا۔

مسٹر محمود خان اچکزئی: اگلا سوال۔ سوال نمبر ۶۰۱

وزیر تعلیم: جناب والا یہ سوال گذر چکا ہے جس وقت اس سوال کی باری تھی ممبر صاحب موجود نہیں تھے۔

وزیر اعلیٰ: میرے خیال میں اگر وزیر تعلیم جواب دیں تو بہتر رہے گا۔

وزیر تعلیم: جواب تو میں دے سکتا ہوں لیکن قواعد میں اس کی گنجائش ہے؟

مسٹر ڈپٹی اسپیکر: چونکہ مسٹر محمود خان وقت پر موجود نہیں تھے اسلئے اب وہ سوال نہیں کر سکتے۔

مسٹر محمود خان اچکزئی: میرے غیر نشان زدہ سوال کا جواب نہیں دیا گیا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر: غیر نشان زدہ سوال آج نہیں ہیں۔

مسٹر محمود خان اچکزئی: جناب پرسوں کے اجلاس میں وزیر اعلیٰ صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ اسی دن کے سوال کا جواب دوں گا اور آپ نے بھی فرمایا تھا کہ اس کا جواب ملنا چاہئے۔

وزیراعلیٰ۔ میں نے آپ سے وعدہ کیا تھا کہ تمام معلومات مکمل کرنے کے بعد انشاءاللہ جواب جلد دے دونگا۔

مسٹر محمود خان اچکزئی۔ جناب اسپیکر! وزیر صاحب سے پوچھا جائے کہ اس میں دیر کیوں ہے کل مجھے ملنا چاہئے۔

وزیراعلیٰ۔ میں انشاءاللہ کل جواب دے دونگا اگر ڈپٹی اسپیکر صاحب نے اجازت دی۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اب چھٹی کی درخواستیں ایوان کے سامنے پڑھی جائیں گی۔

سکریٹری (مسٹر محمد اطہر) پہلی درخواست جناب میر گل خان نصیر کی ہے۔
متکلف ہوں کہ پچھلے ایک سال سے میں سنٹرل جیل مچھ میں ہوں لہٰذا میرے لئے ممکن نہیں کہ صوبائی اسمبلی کے ۳ جون کو طلب کئے گئے اجلاس میں شامل ہوسکوں حسب دستور میری غیر حاضری کو میرے حق میں رخصت منظور کر کے مشکور فرمائیں

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ سوال یہ ہے کہ چھٹی منظور کی جائے۔

قائد ایوان۔ جناب بہادر کا مسئلہ عدالت کے زیر غور ہے میرے خیال میں ان کی چھٹی کی درخواست پر فیصلہ کسی دوسرے دن کیا جائے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ ہم ابھی اس سوال کو آج پیش نہیں کرنا۔

سکریٹری۔ دوسری درخواست میر احمد نواز خان بگٹی کی ہے۔

گزارش ہے کہ میں ۲۴ ستمبر ۱۹۷۳ء کو اور یکم اور ۶ اکتوبر ۱۹۷۳ء کو ہونے والے اسمبلی کے اجلاسوں میں شرکت نہ کر سکا تھا اس لیے مہربانی فرما کر میری یہ غیر حاضری رخصت کر دا کر ممنون فرما دیں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر: سوال یہ ہے کہ چھٹی منظور کی جائے

(چھٹی منظور ہوئی)

قرار دادیں

مسٹر ڈپٹی اسپیکر: اب ایوان کے سامنے کچھ قرار دادیں ہیں پہلی قرار داد نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی کی ہے وہ پیش کریں۔

نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی: میں قرار داد پیش کرتا ہوں کہ۔

یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وفاقی حکومت ڈاکٹروں کے ملک سے باہر جانے پر پابندی لگائے تاکہ وہ پاکستان اور اس کے عوام کی خدمت کریں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر: قرار داد یہ ہے کہ

یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وفاقی حکومت ڈاکٹروں کے ملک سے باہر جانے پر پابندی لگائے تاکہ وہ پاکستان اور اس کے عوام کی خدمت کریں۔

میر صابر علی بلوچ: میں اسکی مخالفت کرتا ہوں۔

مس فضیلہ عالیانی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا یہ مرکزی حکومت کا معاملہ

ہے اس لئے میں سمجھتی ہوں کہ اس قرارداد کو یہاں نہیں پیش کیا جا سکتا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ پیش کیا جا سکتا ہے۔

مس فضیلہ عالیانی۔ جناب آپ وضاحت کریں کہ کیا یہ مرکزی حکومت کا معاملہ نہیں ہے اور اس پر قومی اسمبلی میں بحث نہ ہونی چاہیئے کیونکہ یہاں پر اس سے گئی اور مسائل کھڑے ہو سکتے ہیں۔

وزیر اعلیٰ۔ معزز رکن نے شاید سمجھا نہیں اس قرارداد میں صوبائی حکومت سے مرکزی حکومت کو رجوع کرنے کیلئے کہا گیا ہے میرے خیال میں یہ ہو سکتا ہے اور قواعد کے مطابق ہے یہ قرارداد بلوچستان کے عوام کے مفاد میں ہے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اسکے متعلق میرا فیصلہ یہ ہے کہ یہ پیش کی جا سکتی ہے۔

وزیر صحت و محنت (مولوی محمد حسن شاہ) پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب میرے ہاتھ میں یہ ایک اخبار ہے اس میں لکھا گیا ہے کہ صوبائی اسمبلی کے بجٹ اجلاس کے تیسرے روز مولوی محمد حسن شاہ وزیر صحت ایوان سے باہر جا رہے ہیں اور ایک تصویر میں یہ دکھایا گیا ہے کہ میاں سیف اللہ پراچہ وزیر قانون میری جگہ سوالوں کے جواب دے رہے ہیں یہ سب غلط ہے کیونکہ میں نے جوابات مکمل دیئے بعد میں پانی پینے کے لیے میں لابی میں گیا میں اسکی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔۔ مولوی صاحب آپکی بات صحیح ہے اگر اخبار نے کچھ اور لکھا ہے تو وہ صحیح نہیں اخبار کو صحیح رپورٹنگ کرنی چاہیئے۔

نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی - میری قرارداد ڈاکٹروں کے متعلق ہے چونکہ اس صوبہ میں ڈاکٹروں کی بہت کمی ہے بیمار ہسپتالوں میں پڑے رہتے ہیں اور ان کا علاج کوئی نہیں ہوتا اور ڈاکٹر پڑھنے کے بعد باہر چلے جاتے ہیں جس سے ہمیں ڈاکٹر نہیں ملتے میں چاہتا ہوں انپر پابندی لگادی جائے کہ کم از کم سات سال تک وہ ہسپتالوں میں ملازمت کریں اور اسکے بعد خاص اجازت دی جائے فی الحال ہمارے پاس ڈاکٹروں کی بہت کمی ہے اور بہت مشکل کا سامنا ہے اس لئے میں پرزور گزارش کروں گا کہ یہ قرارداد منظور کی جائے۔

وزیر آبپاشی منصوبہ بندی و ترقیات (مولوی صالح محمد) جناب سپیکر جو قرارداد پیش کی گئی ہے میں اسکی پرزور حمایت کرتا ہوں۔ میرے علم میں آیا ہے کہ ہمارے صوبے میں اب تک بھی ۷۰ ڈاکٹروں کی کمی ہے اور بڑے شہروں کے ہسپتال بھی ڈاکٹروں سے خالی ہیں ہمارے میڈیکل کالج میں بھی اساتذہ کی شدید کمی ہے ابھی حال ہی میں بیمار ہوا تو یہاں پر علاج نہ ہو سکا مجھے لاہور لے جایا گیا اور ادھر ہمارا علاج ہوا۔ اب آپ غور فرمائیں کہ جب ایک وزیر کا علاج یہاں نہیں ہو سکتا تو بیچارے غریب کیا کرتے ہوں گے ایک دو ڈاکٹر سے زائد ڈاکٹر باہر نہ جائیں اسکی اجازت نہ دی جائے اب یہاں میڈیکل کالج بھی کھل گیا ہے اب آہستہ آہستہ کمی دور ہو جائیگی ایک ڈاکٹر پر تیس ہزار روپے خرچ ہوتے ہیں۔ حکومت ڈاکٹری کے طلباء سے بانڈ لیتی تھی لیکن کسی قانونی نقص سے اس پر عمل درآمد نہ ہوا کہ پاس کرنے کے بعد یہاں کام کریں۔ اب اس خامی کو دور کر دیا جائیگا اور انہیں قانونی طور پر پابند کر دیا جائیگا۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی - جناب والا میں اسی قرارداد کی حمایت کرتا ہوں۔ ہمارے ہاں ایک اردو اور سندھی میں مثال بھی ہے کہ کھانے کے وقت اکٹھے اور سونے کے وقت مسجد میں۔ جب خرچ ہوتا ہے ہم کرتے ہیں جب وہ ڈاکٹر بن جاتے ہیں وہ

سندھ یا دوسری جگہ چلے جاتے ہیں۔ میں اس جگہ ضرور عرض کروں گا کہ کم از کم سات سال کے لیے پابند کیا جائے بلوچستان کے کوٹہ پر تعلیم حاصل کرتے ہیں اور وظیفہ بھی لیتے ہیں تو وہ بلوچستان کے لوگوں کی خدمت کریں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ وزیر صحت اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں۔

وزیر صحت و محنت:۔ میں اس قرارداد کی تائید کرتا ہوں۔

قائد ایوان۔ جناب والا اس قرارداد کی میں تائید کرتا ہوں اور اس سے مجھے تقلی اتفاق ہے جو ڈاکٹر بلوچستان کے وظیفہ پر تعلیم حاصل کرتے ہیں وہ جب کوالیفائڈ ہو جاتے ہیں تو بجائے صوبہ بلوچستان کے وہ صوبہ سندھ میں یا صوبہ پنجاب میں یا صوبہ سرحد میں یا اگر انکو موقعہ مل جاتا ہے تو باہر کے ملکوں میں چلے جاتے ہیں۔ میں اس ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ جلد ہی اس ایوان میں ایک جامع قانون کی صورت میں ڈاکٹروں کے متعلق بل پیش کیا جائے گا اور مجھے امید ہے کہ اس قانون کے پاس ہونے کے بعد یہ تمام مشکلات رفع ہو جائیں گی۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔ قرارداد یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وفاقی حکومت ڈاکٹروں کے ملک سے باہر جانے پر پابندی لگائے۔ تاکہ وہ پاکستان اور عوام کی خدمت کریں۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔ آب دوسری قرارداد سردار انور جان کھیتران پیش کریں گے۔

سردار انور جان کھیتران میں قرارداد پیش کرتا ہوں کہ یہ ایوان حکومت بلوچستان سے سفارش کرتا ہے کہ حکومت اسکا انتظام کرے کہ وہ ڈاکٹر صاحبان جو بلوچستان کی مخصوص نشستوں یا وظائف سے ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ کم از کم سات سال صوبہ بلوچستان میں ڈاکٹری کے شعبے سے متعلق یا تو ملازمت سرکار اختیار کریں یا بطور پرائیویٹ میڈیکل پریکٹیشنرز اس صوبے کے عوام کی خدمات سرانجام دیں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ قرارداد یہ ہے کہ۔

یہ ایوان حکومت بلوچستان سے سفارش کرتا ہے کہ حکومت اسکا انتظام کرے کہ وہ ڈاکٹر صاحبان جو بلوچستان کی مخصوص نشستوں یا وظائف سے ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کر چکے ہیں کم از کم سات سال صوبہ بلوچستان میں ڈاکٹری کے شعبہ سے متعلق یا تو ملازمت سرکار اختیار کریں یا بطور پرائیویٹ میڈیکل پریکٹیشنرز اس صوبے کے عوام کی خدمات سرانجام دیں۔

مسٹر صابر علی بلوچ۔ جناب اسپیکر میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ انور جان کھیتران پہلے آپ بولیں۔

سردار انور جان کھیتران۔ میں نے تو قرارداد پیش کر دی اب اگر کوئی اسکی مخالفت کرنا چاہتے ہیں تو کرے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ (میاں سیف اللہ خان پراچہ)۔ جناب میں اسکے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جناب اسپیکر یہ مسئلہ جو ابھی اس ایوان میں پیش ہوا ہے یہ صوبے

کیلئے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ کیونکہ یہاں ڈاکٹروں کی اسقدر کمی ہے جسکا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ میں نے ۱۹۷۷ء میں ایک سوال کے ذریعے یہ پوچھا تھا کہ ڈاکٹروں کی ۲۷۵ آسامیاں خالی پڑی ہوئی تھیں یعنی ہمارے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں ۲۷۵ ڈاکٹر عوام کی خدمت کرنے کے لیے نہیں تھے۔ اور آج بھی تقریباً یہی صورت حال ہے اور ہمیں ڈاکٹر دستیاب نہیں ہیں اس کمی کو دور کرنے کے لیے حکومت نے یہاں میڈیکل کالج کھولا تاہم اس طرح بھی ہم اپنے لئے ڈاکٹروں کی کمی کو پورا نہ کر سکیں گے تاوقتیکہ یہاں سے ہم ڈاکٹروں کو باہر جانے سے نہ روکیں بہت سے حضرات بلوچستان کی نشستوں پر ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کر لیتے ہیں اور پھر ڈاکٹر بن جانے کے بعد اس صوبے کو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر میڈیکل کالجوں میں نشستیں ایک ہزار تک بھی بڑھائیں تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا جب تک ہم اپنے ڈاکٹروں کو مجبور نہ کریں کہ وہ اس صوبے سے باہر نہ جائیں۔ اور اس صوبے کی خدمت کریں لہٰذا میں اس قرارداد کی پرزور تائید کرتا ہوں۔ جو سردار اکبر خان کھیتران نے اس ایوان میں پیش کی ہے اور یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ہر اس ڈاکٹر سے جو بلوچستان کی نشست پر کامیاب ہوتا ہے ایک بانڈ اور ضمانت حاصل کی جائے کہ وہ کم از کم سات سال تک اس صوبے میں خدمات سرانجام دیگا ورنہ وہ رقم جو کہ اس کی تعلیم پر خرچ ہوتی ہے۔ جو تقریباً ۳۰ ہزار روپیہ بنتی ہے وہ حکومت کو واپس کریگا۔ سات سال خدمت کرنے کے بعد بے شک وہ آزاد ہے جہاں جانا چاہئے بخوشی جا سکتا ہے۔ اگر ہم اسطرح نہ کریں گے تو ہمارے ہسپتال اور ڈسپنسریاں بدستور خالی رہیں گی اور ہمارے عوام کی خاطر خواہ خدمت نہیں ہو سکے گی۔

وزیر آبپاشی منصوبہ بندی و ترقیات: جناب اسپیکر۔ میں اس قرارداد کی پرزور تائید کرتا ہوں اس لیئے کہ ہمارے اس پس ماندہ صوبے میں ڈاکٹروں کی بے حد کمی ہے۔ اور غیر ممالک میں بھی ڈاکٹروں کی کمی ہے۔ اسلئے ہمارے ڈاکٹر پاسپورٹ حاصل کر کے وہاں چلے جاتے ہیں۔ البتہ ایک بات کی میں مخالفت کرتا ہوں اور یہ ہے کہ یہاں کے پرائیویٹ ڈاکٹروں کو بھی یہاں سے باہر پریکٹس نہ کرنے دیا جائے ملازمت لازمی ہے میرے خیال میں یہ خدا نخواہ والی بات ہے باقی میں قرارداد کی تائید کرتا ہوں۔

وزیر تعلیم (میر یوسف علی خان مگسی) :- جناب میں نہیں سمجھ سکا کہ آیا معزز وزیر صاحب اس قرارداد کے حق میں بول رہے ہیں یا مخالفت کر رہے ہیں۔

وزیر آبپاشی ترقیات و منصوبہ بندی :- جناب والا میں تقریر بعد کے بارے میں کہہ رہا تھا میرا مطلب تھا کہ پرائیویٹ ڈاکٹری کی اجازت کے ساتھ ساتھ ان سے بھی ایک قانونی بانڈ حاصل کیا جائے تاکہ وہ بھی باہر نہ جا سکیں کیونکہ حکومت انکی تعلیم پر ۳۰ ہزار روپے کی خطیر رقم خرچ کرتی ہے اور اسلئے ضروری ہے کہ ان سے ایسا وعدہ لینا چاہیئے۔

قائد ایوان :- جناب والا! یہ قرارداد بھی اسی نوعیت کی ہے جیسی نوابزادہ تیمور شاہ جوگیزئی نے پیش کی تھی اور جس کو ایوان منظور کر چکا ہے اب جو قرارداد سردار محمد انور جان نے پیش کی ہے میں اس کی بھی پرزور تائید کرتا ہوں یہ بات صحیح ہے کہ ہمارے صوبے میں ڈاکٹروں کی بہت کمی ہے اور اس وقت بھی تقریباً ۱۵ آسامیاں خالی ہیں اسکے لیے ضروری ہے کہ جو لوگ بلوچستان کے سرمائے پر تعلیم حاصل کرتے ہیں اور پھر کامیاب ہونے کے بعد یہاں سے باہر چلے جاتے ہیں اور زیادہ تر جیح ملک سے باہر جانے کو دیتے ہیں۔ ان کو روکا جائے جیسا کہ کہا گیا ہے کہ اس سلسلے میں ان سے .... باقاعدہ قانونی بانڈ حاصل کیا جائے میں وزیر صحت کو یہ ہدایت کرتا ہوں کہ اس ایوان کے اس سیشن کے دوران ایسا بل پیش کریں جس کی مدد سے ان مشکلات کو جو اس صوبے میں ڈاکٹروں کی کمی کی وجہ سے در پیش ہیں رفع کیا جا سکے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر :- میر صابر علی بلوچ آپ نے اس قرارداد کی مخالفت

کی تھی آپ بھی اس کی مخالفت میں کچھ کہیں۔

میر صابر علی بلوچ:۔ جناب میں اپنی مخالفت واپس لیتا ہوں۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔ قرارداد یہ ہے کہ۔

یہ ایوان حکومت بلوچستان سے سفارش کرتا ہے کہ حکومت اس کا انتظام کرے کہ وہ ڈاکٹر صاحبان جو بلوچستان کی مخصوص نشستوں یا وظائف سے ڈاکٹری تعلیم حاصل کر چکے ہیں کم از کم سات سال صوبہ بلوچستان میں ڈاکٹری کے شعبہ سے متعلق یا ملازمت سرکار اختیار کریں یا بطور پرائیویٹ میڈیکل پریکٹیشنر اس صوبے کی خدمت سرانجام دیں۔

(قرارداد منظور ہوئی)

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔ اب میر شاہنواز خان شاہلیانی اپنی قرارداد پیش کریں۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی:۔ میں قرارداد پیش کرتا ہوں۔

یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ شراب نوشی کو قانوناً بند کرنے کے لئے کارروائی کرے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔ قرارداد یہ ہے کہ۔

یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ شراب نوشی کو قانوناً بند کرنے کے لئے کارروائی کرے۔

وزیر تعلیم:۔ میں اس قرارداد کی مخالفت کرتا ہوں۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم! جناب والا مملکت پاکستان کو جمہوریہ اسلامی قرار دیا گیا ہے، بلوچستان جسکا جزوِ عظیم ہے اسلئے ہم اسلامی اصولوں کو مدنظر رکھکر جو انسانی اخلاق کا سرچشمہ ہے تمام منشیات کو ختم کر دینگے۔ ہمارا یہ اقدام اسلامی اصول کی پاسداری کرتے ہوئے انسان کی اخلاقی اور جسمانی برتری کیلئے ایک بین دلیل ہوگا انسان کے آپس میں بغض و عداوت پھیلانے کے لئے شیطان کی سب سے زیادہ ساتھی منشیات ہے۔ جبکہ اسلام نے منشیات کا استعمال کرنا قطعی ممنوع قرار دیا ہے۔ جناب والا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں بنو ثقیفہ کی دوکان کو اسلئے جلا دیا گیا تھا کہ اسمیں ثابت ہوا تھا کہ وہ اس دکان میں شراب بیچتا تھا دوسری دفعہ ایک پورے گاؤں کو جلا دیا گیا تھا اسلئے کہ اس گاؤں میں شراب فروخت ہوتی تھی۔ جناب والا اسلام کے اس نقطہ نگاہ کو دیکھکر اور انسان کے مفاد کیلئے امریکہ جیسا ملک بھی شراب نوشی کی خرابیوں اور اسکے نقصانات کو محسوس کرنے لگا ہے اور اسکو بند کرنے پر تلا ہوا ہے۔ جناب والا فرانس کے ایک مشہور سیاستدان مسٹر ملیکسر نے لکھا ہے کہ جو شراب استعمال کرتا ہے وہ انسانیت کا قاتل ہے تندرستی اور سوسائٹی کو تباہ کرتا ہے ایک دوسرا سیاستدان صیورگ لکھتا ہے کہ پاگل خانوں میں جتنی تعداد ہے اس میں اکثریت شراب پینے والوں کی ہے۔ جناب والا اسلئے ہم اس فتنے کو بند کریں چونکہ اگر ہم اسے بند نہیں کریں گے تو ہماری مثال ایسے ہوگی جیسے ایک آدمی قتل کرتا ہے اور دوسرا اسکو قتل کرنے سے نہیں روکتا مومن کو قتل کرنے والا جہنمی ہے اگر اس زد میں قاتل آ سکتا ہے تو شراب کو نہ روکنے والا بھی اسکی زد میں آتا ہے۔ اگر ہم اسے بند نہیں کرتے تو ہمارا بھی وہی حشر ہوگا جو پینے والے کا ہوگا۔ جناب والا شراب کا بند کرنا اور ایسی خرابیوں کا دور کرنا جسکے متعلق شریعت میں واضح احکام ہیں زکوٰۃ روزہ نماز اور حج سے بھی زیادہ نیک کام ہے اسکے متعلق ہمارے روحانی

شاعر شاہ عبدالطیف بھٹائی کہتے ہیں کہ ایسا کام کرنا نماز زکوٰۃ روزہ اور حج سے بھی بہتر ہے۔ اسلئے میں عرض کرتا ہوں کہ اسکو بالکل بند کرنا چاہیئے۔ آج اگر ہم اسکو بند نہ کریں گے اور اپنے تھوڑے سے مفاد کیلئے اس قرارداد کی مخالفت کرینگے اور یہ سمجھیں گے کہ ایک ایسے بند کمرے میں بیٹھے ہیں کہ ہمیں کوئی نہیں دیکھ رہا تو یہ غلط ہوگا ہمیں ساری دنیا دیکھ رہی ہے ہم حقوق اللہ، حقوق الرسول، حقوق العباد کیلئے کچھ نہیں کرینگے تو ہمیں یہ دنیا کبھی بھی معاف نہیں کرے گی اسلئے میں عرض کروںگا کہ اس میں کسی قسم کی مخالفت نہ ہونی چاہیئے اسکو قطعی طور پر بند کرنا چاہیئے۔

وزیر تعلیم: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا، ....

میر صابر علی بلوچ: کون کہتا ہے کہ رندوں کو خدا یاد نہیں۔

وزیر تعلیم: جناب والا یقیناً اسلام میں نہ صرف شراب بلکہ ہر نشہ ممنوع ہے لیکن میں اسکی مخالفت صرف اسلئے کرتا ہوں کہ اگر شراب وغیرہ بند کرنے کا قانون بھی بنایا جائے تو کیا عملی طور پر اسکا بند کرنا ممکن ہے قانون بنانے کا کیا نتیجہ ہوگا صوبہ سرحد میں بھی شراب بند کی گئی لیکن اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ بجائے اسکے کہ شراب نوشی میں کمی ہو لوگ چھپ چھپ کر شراب پینے لگے اور گھٹیا شراب پینے لگے جس سے زیادہ اموات ہونے لگیں۔ اور ان لوگوں نے راکٹ استعمال کرنا شروع کر دیئے۔

جناب والا! اسکا نتیجہ صوبہ سرحد میں یہ ہوا کہ لوگوں میں راکٹ استعمال کرنے والوں اور چرس پینے والوں کی تعداد بڑھ گئی۔ لوگ گھٹیا شراب لیکر پینے لگے اور کثرت سے مرنے لگے۔ اگر میرے معزز ممبر اور معزز ایوان چاہتا ہے کہ صحیح طور پر شراب نوشی میں کمی ہو تو اسکا آسان طریقہ یہ ہے کہ جو ظاہراً پیتا ہے پینے دیں بند کرنے سے خواہ مخواہ مسئلہ بن جائیگا یہ

انسانی فطرت ہے اور کھلی حقیقت ہے کہ قانون بنانے سے شراب بند نہیں ہوتی کیا امریکہ میں اور فرانس میں یہ بند ہوئی ہے۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی ۔۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ فرانس اور امریکہ کا حوالہ دینے سے قرآن شریف کا حوالہ دینا زیادہ بہتر ہے۔

وزیر تعلیم ۔۔ جناب والا معزز ممبر نے خود فرانس اور امریکہ کا حوالہ دیا تھا۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی ۔۔ وہ تو آپ کو ایک راست گو آدمی کی مثال بتائی تھی۔

وزیر تعلیم ۔۔ میری خود رائے ہے کہ شراب نوشی میں کمی ہو لیکن جناب قانونی طور پر بند کرنے سے پینے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔ اگر صحیح طریقہ سے اسکے پینے والوں میں کمی چاہتے ہیں تو اس کے لیے قانون بنانے کی ضرورت نہیں۔

قائد ایوان ۔۔ جناب والا اس قسم کی قرارداد کئی دفعہ اس ایوان میں پیش ہوئی اور دوسری جگہوں پر بھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی مسلمان بھی یہ نہیں کر سکتا کہ جس چیز کو اللہ اور اسکا رسول اور اسکی مقدس کتاب حرام کہتی ہے وہ اسے حلال کہے تو نہ حرام چیز حلال ہو سکتی ہے اور نہ حلال چیز حرام ہو سکتی ہے یہ ٹھیک ہے کہ انسان سے کچھ غلطیاں سرزد ہوتی ہیں یہ ہماری بد قسمتی ہے کہ ہم اسلام کے زریں اصولوں کو اپنانے کے بجائے ایسے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی اچھی چیز پیش کی جائے یا اچھی چیز کیلئے کوئی قرارداد پیش کیا جائے تو اسے مان لینا چاہئیے۔ اگر یہ ٹھیک ہے ۔ کہ لوگ چوری چھپے گناہ کرتے ہیں غلط باتیں بھی کرتے ہیں لیکن ظاہر طور پر ایک ایسی چیز کا کرنا جسکو اللہ اور اسکا رسول صلعم منع کر دے اسلامی حکومت

میں ممنوع ہونا چاہیئے اسی لئے میں اس قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے اس ایوان کو یہ بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس اسمبلی کے اندر عملی طور پر اسکے لئے ایک مسودہ قانون پیش کریں گے۔ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ قرار دادیں پیش ہوتی رہتی ہیں اور یہ صرف اسمبلی کا اجلاس گذارنے اور لوگوں کی دل جوئی کی خاطر کیا جاتا ہے۔ ہم اس قرارداد پر عمل کرینگے۔

وزیر مالیات سردار غوث بخش رئیسانی:۔ جناب والا۔ آج ہمارے سامنے ایسا مسئلہ پیش ہے جسکے متعلق میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کے ہر رکن کو اپنی رائے پیش کرنی چاہیئے یہ مسئلہ پہلے بھی پیش ہوا تھا اس وقت میرے کچھ ساتھی ان بنچز پر بیٹھے ہوئے تھے جب بجٹ پیش ہوا تھا۔ اس میں ہم نے کٹ موشن دیا جو کہ شراب نوشی کے متعلق تھا لیکن میرے ساتھی جو اس موقعہ پر ان بنچوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ جنہوں نے اس وقت تو ہمارا ساتھ نہ دیا لیکن آج مجھے بے حد خوشی ہے کہ وہ ہمارا ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں کوئی کسی جماعت سے بھی تعلق رکھے اور اس ایوان میں کسی طرف بھی بیٹھے۔ ہمارے چھپے ہوئے اور ظاہر اعمال جو کچھ بھی ہوں۔ ہمیں چاہیئے بحیثیت ایک مسلمان کے کہ گناہ کو گناہ اور خراب کو خراب، ثواب کو ثواب اور غلط کو غلط اور صحیح کو صحیح کہیں۔ ہمارے اندر جسقدر کمزوریاں ہوں لیکن ہم بحیثیت مسلمان یہ کبھی نہیں کہہ سکتے کہ شراب نوشی جائز ہے یا کوئی اچھی چیز ہے جب ہمیں اللہ و رسول نے اس سے منع کیا ہے تو ہم کیسے جائز بنا سکتے ہیں یہ تو اسلام کا پکا فیصلہ ہے ہم کو چاہیئے کہ ہم ایسے اقدام کریں کہ ان پر عمل ہو اور ان پر پابندی کی جائے لیکن اگر ہم ایسے قانون بنائیں جیسا کہ صوبہ سرحد میں بنائے گئے اور ان پر عمل نہ ہو تو اس کا فائدہ کیا۔ ہم جو قانون بنائیں اس پر عمل ہونا چاہیئے اور نہ صرف شراب بلکہ جو بھی دوسری منشیات ہیں ان سب کو بند کر دینا چاہیئے۔ جب ایک انسان نشہ کی حالت میں ہوتا ہے تو وہ انسان نہیں رہتا اور گدھا بن جاتا ہے اور کون چاہتا ہے وہ گدھا بنے میں سمجھتا ہوں اس چیز کو ہمارے اسلامی ملک میں بند ہونا چاہیئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں بھی یہ واضح ہے کہ کوئی قانون اسلامی احکام کے خلاف نہ ہو گا لہذا اگر اس قسم کا کوئی قانون بنایا جائے تو یہ ہمارے ملک

اور صوبہ کے لیے بہت ہی بڑا کام ہو گا۔ آج ہم یہ عہد کریں کہ اسکی فوراً روک تھام کی جائے اور اسکی روک تھام کے لئے فوراً ضروری اقدام کریں۔

وزیر صحت و محنت:۔ جناب والا جیسا کہ نواب صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ حزب اختلاف میں بیٹھے ہوئے تھے اور ہراچہ صاحب بھی تھے اور انہوں نے کٹ موشن پیش کیا شراب کے معاملہ میں اور حزب اقتدار والوں نے ان کا ساتھ نہ دیا تو اس سلسلے میں میرا یہ کہنا ہے کہ ہم سب مسلمان ہیں اور قرآن مجید پر سب ایمان لائے ہیں میں نے جون ۱۹۷۲ء کے اجلاس میں کہا تھا کہ شراب بندی کی جائے۔ ہم نے جو قرآن پاک کی بات کی ہے کبھی اسکو نہیں چھپایا۔ اور اللہ تعالےٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

ترجمہ

ہر آئینہ شراب اور جوا اور وہ تین تیر جو بتوں کیساتھ رکھا گیا ہے اس سے کفار اپنا نیک فالی اور بد فالی نکالتا ہے یہ نجس ہے عمل شیطان۔ مجھے امید ہے کہ اگر تم لوگوں نے ان چیزوں سے اجتناب کر لیا تو فلاح اور تمہیں آخرت مل جائیگی۔

وزیر آبپاشی منصوبہ بندی و ترقیات جناب والا ایسی قرارداد بہت پہلے ہمارے ڈپٹی اسپیکر مولانا شمس الدین مرحوم نے جب وہ حزب اقتدار کی کرسی پر بیٹھے تھے پیش کی تھی اور اگرچہ پہلے تو عبدالصمد خان مرحوم نے اس سے اختلاف کیا جیسا کہ اب بھی ہمارے ایک ممبر نے اختلاف کیا لیکن بعد میں اسے متفقہ طور پر منظور کیا گیا اس لئے جو قرارداد اب پیش ہوئی ہے اس پر عملدرآمد کرنے کیلئے وزیر متعلقہ سے ہم درخواست کرتے ہیں کہ جس طرح قائد ایوان نے کہا ہے کہ اس کیلئے وہ اس ایوان میں ایک بل لائیں۔ میں امید کرتا ہوں کہ متعلقہ وزیر صاحب اس اجلاس کے اندر بل پیش

کردیں گے۔ باقی ہیں دیگر منشیات پر پابندی کا بھی حامی ہوں جیسا کہ ایک وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ راکٹ، چرس وغیرہ بھی بند ہونے چاہئیں کیونکہ ان کے متعلق بھی قرآن شریف میں آیات موجود ہیں کہ

إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ
مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝

ترجمہ:۔

تحقیق شراب۔ جوا۔ بانسے اور جوئے کے طور پر تیر وغیرہ چلانا تمام ناپاک اور پلید ہیں اور شیطانی اعمال میں سے ہیں لہٰذا ان سے اجتناب کرو تاکہ تمہیں عذاب الٰہی سے نجات ہو۔

اسکے ساتھ حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ

كُلُّ مُسْكِرٍ حَرَامٌ

ترجمہ:۔ تمام منشیات حرام ہیں۔

جو آیات میں نے قرآن شریف کی پہلے پڑھی ہیں جب یہ نازل ہوئیں تو اس وقت تمام وہ برتن جن میں شراب استعمال کی جاتی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تحت توڑ دیئے گئے تھے۔ حالانکہ پانی سے ہر چیز حلال ہو جاتی ہے مگر شراب اس قدر پلید ہے کہ جس برتن میں شراب ڈال دی گئی ہو وہ ہرگز حلال نہیں ہو سکتا ایک دفعہ آپ خود غور فرمائیں رسول اللہ صلعم نے حکم دیا کہ ان تمام کافروں کو جو مسلمان ہو چکے تھے اور انکے واقف کاروں کو بھی اس سلسلے میں کوئی مدد نہ کی جائے، میں تقریر ختم کرنے سے پہلے وزیر متعلقہ سے اپیل کرتا ہوں کہ ان حرام چیزوں کو ہمیشہ کیلئے ختم کر دیں اور بل جلد از جلد لائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور:۔ جناب اسپیکر! ۱۹۷۲ میں بھی میں نے یہی قرار داد اسی اسمبلی میں پیش کی تھی اور اسی وقت سے ہم شف شف تو

ہوں رہے ہیں مگر ابھی تک شفتا دہنیں کہتے اور میں سمجھتا ہوں کہ اب اسکا ایک واحد طریقہ ہے کہ ایک بل لایا جائے اور اسکے ذریعے اس قرارداد کو عملی جامہ پہنایا جائے گا۔ متعلقہ وزیر صاحب جو کہ ایوان کے لیڈر بھی ہیں سے میں درخواست کرتا ہوں کہ اسی سیشن کے دوران ایک بل پیش فرمائیں تاکہ اسکو عملی جامہ پہنایا جا سکے۔

خان محمود خان اچکزئی ۔ جناب والا ۔ شراب کے متعلق ایک قرارداد پیش کی گئی ہے ۔ بڑی بڑی تقاریر کی گئیں بڑی لمبی چوڑی آیات اسی مناسبت سے پڑھی گئیں جن حضرات نے یہ تقاریر فرمائیں اور جن صاحبان نے آیات کا حوالہ دیا ۔ ان تمام حضرات کو میں نے ایسی محفلوں میں بیٹھے دیکھا ہے جہاں گیلنوں شراب چل رہی تھی اور ان پر چپ طاری تھا اس وقت نہ تو کسی صاحب کو یہ خیال آیا کہ یہ اسلام میں منع ہے اور نہ ہی آیت قرآن کسی کو یاد آئیں ۔ حد تو یہ ہے کہ ان وزراء صاحبان نے بھی اس قرارداد کی حمایت کی ہے جو کہ خود بھی شراب پیتے ہیں اور دوسروں کو بھی پلاتے ہیں ۔ آج بڑی گرجدار آواز وزراء آواز میں یہ کہہ رہے ہیں کہ ہمارے عوام میں یہ تاثرات پیدا نہ ہونے کہ ہمارے وزیر صاحبان میں سے بعض تو پیتے ہیں اور بعض وزراء صاحبان جنکو یہ معلوم ہے کہ قرآن پاک اور دیگر مذہبی کتابوں میں شراب کو حرام قرار دیا گیا ہے۔

وزیر ترقیات و منصوبہ بندی: (پوائنٹ آف آرڈر) ہم نے ایسی سرکاری دعوتوں میں ضرور شرکت کی ہے مگر یہ قطعی غلط ہے کہ ہم نے شراب بھی پی ہے یہ سراسر الزام ہے۔

قانونی کاروائی . . .

(ممبران کی آپس میں باتیں)

مسٹر ڈپٹی اسپیکر:۔ ذاتی حملے نہیں ہونے چاہئیں۔

وزیر مالیات:۔ کیا ممبر موصوف اس قرارداد کے حق میں بول رہے ہیں یا مخالفت فرما رہے ہیں۔؟

خان محمود خان اچکزئی:۔ میں اپنے ساتھیوں کو مخالفت اور حمایت سکھا رہا ہوں۔ وہ جب آپس میں بیٹھتے ہیں تو شراب کو حلال سمجھتے ہیں مگر اسمبلی میں داخل ہو کر اسے حرام قرار دیتے ہیں۔ جناب اسپیکر! ہماری مذہبی کتابوں میں اسے "ام الخبائث" یعنی تمام برائیوں کی ماں کہا گیا ہے میں نے اپنے محترم علماء اور بہت سے دوسرے ساتھیوں کو دیکھا ہے کہ جہاں شراب عام پی جاتی ہے ان میں سے نہ تو کوئی اٹھا اور نہ ہی کسی نے یہ اعتراض کیا کہ یہ حرام ہے محترم شاہلیانی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے زمانے میں ایک گاؤں کو اسلئے آگ لگادی گئی تھی کہ وہاں شراب تھی۔ یہ تو عوام کو اکسانے والی بات ہے کہ جاؤ اور ان جگہوں کو آگ لگا دو جہاں پر شراب فروخت ہوتی ہے حالانکہ انکو خود علم ہے کہ وہ کونسے گھرانے ہیں جہاں شراب پی جاتی ہے اور وہ کون لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ موصوف انکو بھی بخوبی جانتے ہیں۔

میر شاہنواز خان شاہلیانی:۔ (پوائنٹ آف آرڈر) جناب محمود خان صاحب ایک تیر سے دو نشانے باندھتے ہیں۔ ایک طرف سے شراب پینے والوں کو شراب نہ پینے والوں کے ساتھ بٹھا رہے ہیں اور دوسری طرف لوگوں کو اکسا رہے ہیں۔ میں کیا بتاؤں۔ بھائی قرآن میں اور حدیث میں موجود ہے اور محمود صاحب تو وہ بات کرتے ہیں جو نہ تو قرآن میں ہے نہ حدیث میں۔ آگیا خیال شریف میں۔ (قہقہہ)

جب ہمارے قرآن اور حدیث میں لکھا ہے کہ جلاد اور تاریخ میں بھی محفوظ ہے تو بھائی اکسانے والی بات تو محمود خان کر رہے ہیں۔

(قہقہہ)

جناب والا ایسی دعوتوں میں میں بھی گیا ہوں مگر قسم خدا کی آج تک میں شراب کا رنگ نہیں پہچانتا کیونکہ آجکل تو جناب اسپیکر! مشروبات اس قسم کی رنگ برنگی ہوتی ہیں کہ ہم مجبوراً یہ سمجھتے ہیں کہ شاید یہ کوکا کولا ہے یا شاید یہ فینٹا ہے

(قہقہہ)

جناب ہمارا اسمیں کوئی قصور نہیں ہے ورنہ واللہ ہم ابھی محفلوں سے اٹھ بھی جاتے مگر یہ ضرور کہونگا کہ محمود صاحب بھی دل سے اسکے خلاف ہیں

مسٹر محمود خان: جناب اسپیکر! چونکہ میرے صداقتی ارادہ ہوتے ہیں اسلئے میں بھی اسی قرارداد کی تائید کرتا ہوں اور میں بڑی خوشی محسوس کرونگا اگر اس کے لیے باقاعدہ بل لایا جائے اور یہ اسمبلی اسکی منظوری دے دے۔

قائد ایوان: جناب میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت اسی اجلاس کے دوران ایک بل کی صورت میں قانون پیش کریگی۔۔۔۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر قرارداد یہ ہے کہ۔

"یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ شراب نوشی کو قانونا بند کرنے کیلئے کارروائی کی جائے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

میر شاہ نواز خان شاہلیانی: جزاک اللہ فی الدارین والخیرا۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ اگلی قرارداد میر صابر علی بلوچ کی ہے۔

میر صابر علی بلوچ۔ میں قرارداد پیش کرتا ہوں کہ۔

یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وفاقی حکومت جملہ سرکاری و نیم سرکاری اداروں اوران اداروں میں جو حکومت نے قومیائے ہیں۔ مثلاً پی۔آئی۔اے، بینکنگ یا تیل کی کمپنیاں یا نیشنل شپنگ کارپوریشن، کی انتظامیہ اور دیگر منصوبوں میں صوبہ بلوچستان کو مناسب نمائندگی دیجائے۔

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ قرارداد یہ ہے کہ یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وفاقی حکومت جملہ سرکاری و نیم سرکاری اداروں اوران اداروں میں جو حکومت نے قومیائے ہیں۔ مثلاً پی۔آئی۔اے۔ بینکنگ یا تیل کی کمپنیاں یا نیشنل شپنگ کارپوریشن، کی انتظامیہ اور دیگر منصوبوں میں صوبہ بلوچستان کو مناسب نمائندگی دیجائے۔

اگر کوئی قرارداد کے حق میں بولنا چاہیے یا مخالفت میں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ کیونکہ یہ بہت اہم مسئلہ ہے میں اسکی مخالفت کرتا ہوں کہ اس پر بحث ہو سکے اور ممبران کے خیالات معلوم ہو سکیں۔

میر صابر علی بلوچ۔ جناب والا چونکہ اسکی مخالفت کی گئی ہے اسلئے میں اسکی حمایت میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ جو انڈسٹریز جیسے بینک اور تیل کی کمپنیاں اور باقی قومیائی گئی ہیں یہ پاکستان پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ نے انکو نیشنلائز کیا ہے اور پاکستان پیپلز پارٹی کے منشور میں یہ واضح ہے کہ تمام انڈسٹریز کو گورنمنٹ نیں لے لیا جائیگا۔

اور ہماری پارٹی نے اپنا وعدہ عوام کے ساتھ پورا کر دیا ہے۔ مسٹر اسپیکر یہ وعدہ ہماری پارٹی نے اس ملک کے محنت کش اور اس ملک کے غریب عوام کے فائدہ کیلئے کیا ہے ہماری پارٹی کا صرف یہ مقصد تھا کہ سنٹرل گورنمنٹ کے جتنے بھی ادارے ہیں ان تمام اداروں میں ان تمام صوبوں کو حق وانصاف کی بنیاد پر نمائندگی دی جائے گی۔ تاکہ ہر صوبہ کے غریب عوام اور ہر صوبہ کے لوگ ان اداروں میں آئیں اور ان سے فائدہ اٹھائیں۔ بلوچستان ایک بہت بڑا صوبہ ہے اور پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے اسکی آبادی سب سے کم ہے لیکن اسکے باوجود بھی بلوچستان میں بے انتہا بے روزگاری ہے۔ لوگوں کو انکی تعلیم کے معیار کے مطابق صحیح معنوں میں نوکریاں نہیں ملتیں انکو تحفظ نہیں ملتا۔ تو جناب والا میں یہ گذارش کرونگا کہ اگر صوبہ بلوچستان میں ہمارے صوبے کی حکومت انکو انکے معیار کے مطابق نوکریاں نہ دلا سکے تو انکو چاہیئے کہ وہ سنٹرل گورنمنٹ سے رجوع کرے اور سنٹرل گورنمنٹ سے یہ بات منوائے کہ جتنے خود مختار ادارے ہیں خود مختار ادارے اور حالیہ جو انڈسٹریز نیشنلائز کی گئی ہیں ان میں بلوچستان کے عوام کو (یعنی صوبہ بلوچستان) کو فوقیت ملنی چاہیئے میں مناسب نمائندگی کی بھی مخالفت کرونگا میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارا صوبہ کیونکہ سب سے زیادہ پسماندہ ہے لہٰذا ہمارے صوبہ کا سب سے زیادہ حق ہے کہ وہ سنٹرل گورنمنٹ میں جائیں اور ملک کی خدمات سرانجام دیں۔ اور پھر یہ کہوں گا کہ انکو زیادہ سے زیادہ نمائندگی ملنی چاہیئے۔ اور وزیر اعلیٰ سے گذارش کرونگا کہ وہ سنٹرل گورنمنٹ سے رجوع کریں اور جتنی بھی سہولتیں ہمیں دلا سکیں اسکی ہمیں اطلاع دیں۔ شکریہ۔

وزیر آبپاشی منصوبہ بندی و ترقیات۔ جناب اسپیکر میں اس قرارداد کی پرزور تائید کرتا ہوں۔ یہ ہمارا حق ہے۔ یہ قرارداد بالکل صحیح پیش کی گئی ہے ہمارے پسماندہ صوبے کو نمائندگی ان ہر چیزوں میں ملنی چاہیئے یعنی جو انڈسٹریز نیشنلائز کی گئی ہیں ایسے ہی بنک ہیں ان میں ہمیں برابر کا حصہ ملنا چاہیئے ہمارے صوبہ میں غربت اور

بے روزگاری کا یہ عالم ہے کہ انکو ۵۰ روپے ماہوار پر بھی مزدوری نہیں ملتی۔ مرکزی حکومت کی طرف سے ہماری امداد کی جائے۔ یہ بہت اچھی قرارداد ہے میں اپیل کرتا ہوں کہ ہم سب اسکی حمایت کرینگے۔

وزیر مالیات۔ جناب اسپیکر میں اسکی حمایت کرتے ہوئے چند باتیں کہونگا ہمارے ممبر صاحب نے کہا ہے کہ بلوچستان بہت پسماندہ صوبہ ہے اور اسکی آبادی بھی بہت کم ہے لیکن اسکے باوجود اس کی یہ پوزیشن ہے کہ ہمارے جو ایم۔ اے اور بی۔ اے ہیں اور اسی طرح کافی تعداد میں تعلیم یافتہ نوجوان بے روزگار گھوم پھر رہے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ایسے مرکزی محکمہ میں یہاں کے لوگوں کو لگایا جائے تو یہ بے روزگاری بلوچستان سے بالکل ختم کی جا سکتی ہے۔ جیسے نیم خود مختار ادارے ہیں جیسے پی۔ آئی۔ اے ہے اسکی میں ہماری بہت کم نمائندگی ہے۔ اب جو انڈسٹریز نیشنلائز کی گئی ہیں وہاں پر تو ہماری نمائندگی بالکل ہے ہی نہیں۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ اس پر فوری غور کیا جائے صرف قرارداد ہی نہ۔ ہے میں وزیر اعلیٰ سے سفارش کرتا ہوں کہ مرکزی حکومت کے ساتھ اس مسئلے کو اٹھائیں اور جلد از جلد ہمارے نوجوان جو ہماری آبادی کے لحاظ سے انکی تعداد کافی زیادہ بنتی ہے۔ جو کہ بے روزگار پھر رہے ہیں انکے لیے انتظام کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب اسپیکر میں نے اس قرارداد کی اسلیئے مخالفت کی تھی کہ یہ ایک اہم مسئلہ ہے اور اسکو ایوان میں زیر بحث لایا جائے اگر میں مخالفت نہ کرتا تو ہمارے معزز ممبران اور وزراء کو موقعہ نہ ملتا کہ اس مضمون پر اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں بلوچستان ۱۹۷۰ء میں ایک علیحدہ صوبہ کی حیثیت سے سامنے آیا اور ۱۹۷۲ء میں اسے پہلی مرتبہ صوبائی اسمبلی نصیب ہوئی ایک صوبہ کی حیثیت سے ہمیں اپنا حق حاصل کرنا ہے وفاقی حکومت پہلے بھی صوبہ بلوچستان کے ساتھ بڑا ہمدردانہ سلوک کرتی رہی ہے۔ یہ صوبہ وفاقی حکومت کا مشکور ہے۔ ہمارا فرض ہے کہ اپنی وفاقی حکومت کو بتاتے رہیں کہ

کہاں کہاں ہمارا حق ہے جو ہمیں دیا جائے کیونکہ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے اسکے لئے وقت چاہئے اور آہستہ آہستہ ہمیں ایک صوبہ کے جو حقوق ہیں وہ تمام ملنے چاہئیں۔ ہمیں یہ معلوم ہے کہ پی۔ آئی ڈی سی میں ہمیں نمائندگی ملتی تھی نوابزادہ جہانگیر شاہ جوگیزئی اور راجہ احمد خان ہمارے وہاں نمائندے رہے ہیں۔ شائد اس وقت ہمارا کوئی نمائندہ وہاں نہیں ہے اسی طرح وفاقی حکومت میں بڑے اہم ادارے ہیں بعض پہلے نام تھے گئے ہیں جیسے پی۔ آئی۔ ڈی۔ اے کا نام آ گیا ہے وہاں پر ہمارا کوئی ڈائریکٹر نہیں ہے۔ حالانکہ ہمارا بہت بڑا علاقہ ہے جہاں تکمیل۔ آئی۔ ڈی۔ اے کی پرواز ہوتی ہے یہ ضروری ہے کہ ہمارا ڈائریکٹر وہاں ہونا چاہئے تاکہ ہمارے صوبے کے جو معاملات ہیں وہاں ان پر نظرثانی ہو سکے پاکستان ویسٹرن ریلوے ہے وہاں ہمارا کوئی نمائندہ نہیں ہے تاکہ ریلوے کے جو معاملات ہیں اور جہاں تک صوبے کی پالیسی کا تعلق ہے وہ اسکی رہنمائی کر سکیں یہ پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن ہے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں اس میں بھی ہمیں مناسب نمائندگی ملنی چاہئے پھر واپڈا اتنا بڑا ادارہ ہے ادھر بھی اس نے بجلی کے جنریٹر لگائے ہیں یہاں بھی ہمارے علاقے میں بجلی جنریٹ کرتی ہے مگر ہمارا سٹاف نمائندے اعلیٰ سطح پر نہیں ہیں۔ ان کے علاوہ بینک اور فیڈرل ادارے جیسا کہ اسلام آباد میں یونیورسٹی ہے اٹامک انرجی کمیشن ہے۔ ہمیں اب اسکی ضرورت اسلئے پڑ گئی ہے میں آپکو ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ کہ ہم نے تین پوسٹیں ڈیولپمنٹ افسر کے لئے مشتہر کی تھیں اور درخواستیں طلب کی تھیں اسکے لئے جو درخواستیں موصول ہوئیں یعنی کہ تین نشستوں کے لئے اتنی درخواستیں آئی ہیں یعنی ان میں بی اے، ایم اے، بی ایس سی، ایم ایس سی۔ یعنی کیا کیا کچھ تھے جب کہ ہماری حکومت ایک طرف تعلیم پر توجہ دے رہی ہے بہت سکول اور کالج کھول رہی ہے دوسری طرف یہ ضروری ہو گیا ہے کہ حکومت ان لوگوں کو کھپانے کے لئے مناسب جگہ مہیا کرے تاکہ وہ بلوچستان کی اور عوام کی خدمت کر سکیں اگر گھر بٹھا دیں تو بجائے

اور عوام کو کیا فائدہ ہوگا۔ اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے یہ قرارداد انتہائی ضروری ہے میں اس معزز ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ اسے متفقہ طور پر منظور کیا جائے۔

میں نے تو خالی بحث کے لیے اسکی مخالفت تو کرلی تھی لیکن میں وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کرتا ہوں کہ جب بین الصوبائی رابطہ کمیٹی کا اجلاس ہو اس میں جناب پرائم منسٹر صاحب بھی موجود ہونگے مرکز کا اور اسکے ذاتی وزراء بھی ہونگے آپ اس مسئلہ کو ضرور وہاں پیش کریں یہ ہمارے صوبہ کا مطالبہ ہے کہ بلوچستان کو ان اداروں میں نمائندگی دی جائے مگر جب آپ دیکھیں تو آدمی نے ہمارے صوبہ میں وہاں ہماری خالی نشستیں پڑی رہینگی۔ لیکن یہ نشستیں ایک سائیکل کی طرح ہو جائیں گی دو رانکو بھر پُر کرسکیں گے اسلئے میں اس قرارداد کی پرزور حمائیت کرتا ہوں۔ اور درخواست کرتا ہوں کہ آپ اس مسئلہ کو دلچوئی سے آگے بڑھائیں۔

قائد ایوان :۔ جناب والا اس قرارداد کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب بھی بین الصوبائی رابطہ کمیٹی کا اجلاس ہوگا تو میں اس معاملہ کو وہاں پیش کرونگا۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو بلوچستان میں کافی دلچسپی لیتے ہیں اور بلوچستان کو ترقی کی راہ پر دیکھنا چاہتے ہیں۔ جہانتک سنٹرل سروس کا سوال ہے اس کے متعلق میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے لوگ سنٹرل سروسز میں بہت کم جانا چاہتے ہیں۔ اگر کوئی بھی سوال سروسز کا آدمی بلوچستان سے مرکز میں جانا چاہے تو ہم خوشی سے اس معاملہ کو آگے بڑھانے کے لئے تیار ہیں۔ جہاں تک سنٹرل سروس میں بلوچستانیوں کے تقرر کا سوال ہے تو بات یہ ہے کہ مرکز میں کوٹہ سسٹم ہے لیکن میں اس معزز ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ یہ معاملہ میں وفاقی حکومت کے سامنے پیش کرونگا اور انکی توجہ

اس جانب مبذول کراؤنگا۔ تاکہ بلوچستان کے عوام کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچ سکے ان الفاظ کے ساتھ میں اس قرارداد کی پرزور حمایت کرتا ہوں اور ایوان سے درخواست کرتا ہوں کہ اس قرارداد کو منظور فرمایا جائے۔

(تالیاں)

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ قرارداد یہ ہے کہ

یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وفاقی حکومت جو سرکاری و نیم سرکاری اداروں اور ان اداروں میں ...... جو حکومت نے قومیائے ہیں مثلاً پی۔آئی۔اے۔ بینکنگ یا تیل کی کمپنیاں یا نیشنل شپنگ کارپوریشن کی انتظامیہ اور دیگر شعبوں میں صوبہ بلوچستان کو مناسب نمائندگی دی جائے۔

(قرارداد منظور ہوئی)

مسٹر ڈپٹی اسپیکر۔ کل کا اجلاس کس وقت ہو۔

قائد ایوان۔ ۱۰ بجے کا وقت ٹھیک رہیگا۔

مسٹر ڈپٹی سپیکر۔ اب اجلاس کل ۱۰ بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔ (۱۱ بجکر ۲۰ منٹ پر اجلاس کی کارروائی جمعہ ۷ جون ۱۹۷۴ تک کے لئے ملتوی ہوگئی)